باب-4

مرتبۂ صفات الٰہیہ

اس کو جبروت بھی کہتے ہیں۔ مرتبۂ الوہیت تمام کمالات کا اجمال ہے۔ اور تمام صفات اس کی تفصیل ہیں۔ مرتبۂ الوہیت کو مرتبۂ لاہوت بھی کہتے ہیں۔

صفات الٰہیہ عین ذات ہیں باعتبار منشاء منتزع عنہ کے، یعنی ایک ذات سے انتزاع کیے جاتے ہیں۔ اور غیر ذات ہیں باعتبار مفہوم کے، یعنی یہ جدا جدا اعتبار ہیں۔ اور ان کے جدا جدا معنٰی و آثار ہیں۔ پس اسماء و صفات الٰہیہ لا عین و لا غیر ہیں۔

دیکھو! منطقی کہتے ہیں کہ: خارج میں صرف ذات "زید" ہے اور ذہن انسانی اس کی تحلیل کر کے ناطق، متحرک بالارادہ، نامیٔ قابل ابعاد ثلثہ وغیرہ متعدد امور کو نکالتا ہے، انتزاع کرتا ہے۔ حالاں کہ منشاء و خارج میں ان سب کا وجود عین ذات، زید ہے۔ کیوں کہ خارج میں جنس، فصل، شخص کا وجود ایک دوسرے سے ممتاز نہیں ہے، بلکہ ایک ہے۔

غرض کہ صفات الٰہیہ انتزاعی ہیں، انضمامی نہیں۔ کیوں کہ صفت انضمامی بھی وجود رکھتی ہے۔ اور ذات موصوف سے خارج، مگر وابستہ رہتی ہے۔ چوں کہ وجود عین ذاتِ واجب تعالیٰ ہے لہٰذا کوئی شئے واجب تعالیٰ سے خارج نہیں ہو سکتی۔ خواہ خود واجب تعالیٰ کے اسماء و صفات ہوں یا ذوات ممکنہ۔

پس خدائے تعالیٰ کے سوائے جو کچھ ہے وہ انتزاعی ہے۔ خواہ وجودی ہو یا عدمی، اور ذاتِ حق کا ہر شئے کے لیے محیط ہونا ثابت (یعنی کوئی شئے ذاتِ حق سے خارج نہیں)، جیسا کہ احاطۂ علمی ثابت ہے۔ علم کا مسئلہ آئندہ تفصیل سے آئے گا۔

تمام صفات الٰہیہ ایک دوسرے سے ممتاز ہیں۔ ہر ایک کے جدا معنٰی ہیں۔ ہر ایک کے مختلف آثار ہیں۔ مگر حقائق الٰہیہ و اسماء و صفات کی کثرت سے متعدد ذوات کا موجود فی الخارج ہونا لازم نہیں آتا۔ کیوں کہ اسماء الٰہیہ امور انتزاعیہ ہیں۔ ان سب کی ایک ہی ذات ہے۔ اور وہ ذات، واجبہ وہویتہ حقہ ہے۔

دائرہ سے منتزع ہیں مرکز و قطر و محیط
شان وحدت سے ہوئی ہے شان کثرت آشکار حسرتؔ

خدا تعالیٰ کو اپنے تمام اوصاف و اسماء کا بھی علم ہے۔ تمام مخلوقات کا قبل خلق بھی علم ہے۔ اسماء الٰہیہ کو، جو معلوم حق ہیں، حقائق الٰہیہ اعیان اسماء کہتے ہیں۔ مخلوقات کو، جو معلوم حق ہیں، حقائق ممکنہ اعیان ثابتۂ مخلوقات، طبائع ممکنات یا جائزات کہتے ہیں۔

اسماء الٰہیہ اور عین ثابتہ چوں کہ قبل کُن ہیں، مرتبۂ داخلیہ میں ہیں۔ لہٰذا ان میں باہمی امتیاز صرف علم میں ہے۔ ان کے امتیاز سے تعددِ ذوات لازم نہیں آتا، بلکہ ایک ذاتِ حق کے مختلف اعتبارات سمجھے جاتے ہیں۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ صفات و اسماء الٰہیہ، ذاتِ حق سے لاعین ولا غیر ہیں۔ یعنی سمجھنے کے لحاظ سے علم میں غیر ذاتِ حق ہیں، اور خارج کے لحاظ سے اور منشاء کے لحاظ سے عین ذاتِ حق ہیں۔

بدھسٹ، معتزلی، زنادقہ، اسماء الٰہیہ کے موجود ہونے، باہم ممتاز ہونے سے انکار کرتے ہیں۔ توحید پر ان لوگوں نے اتنا زور دیا کہ حقائق سے انکار کر بیٹھے۔ ان کے خیال میں اسماء الٰہیہ کا قائل ہونا تعدد قدما یا تعدد وجبا کا قائل ہونا ہے۔ مگر ان کو خیال رکھنا چاہیے کہ تعدد ذواتِ قدیمہ باطل ہے، نہ کہ ایک ذاتِ حقہ سے، جو عین وجود ہے، متعدد امور کا انتزاع کرنا۔ تعددِ اعتبارات سے تعدد ذوات لازم نہیں آتا۔ اگر اسماء و صفات الٰہیہ، ذات الٰہیہ سے منتزع نہ ہوں بلکہ مخلوقات کی طرف اضافت کرنے سے پیدا ہوں، اور مخلوقات سے قطع نظر کیا جائے، تو وہ صفات ہی نہ رہیں گے۔

بت پرست، دیو دیوی پرست، مثال پرست، مجسمہ و مشبہ نے اسماء و صفات کے باہمی امتیاز اور مرتب علیہ الآثار ہونے پر اتنا زور دیا کہ ہر ایک اسم کو مستقل خدا ماننے لگے۔ ان اشخاص کو، اسماء الٰہیہ کو ذاتِ حق سے کیا ربط ہے، معلوم نہیں۔ عام مثال میں مختلف اسمائی وصفاتی تجلیات کا دیکھنا تو قیامت ہی ہو گیا۔ ان کے حق میں اسماء وصفات جو علم حق کا راستہ اور ذاتِ حق پر دلالت کرنے والے تھے، مانع حجاب اور سدِّ راہ ہو گئے۔ یہ لوگ توحید کے سمجھنے سے عاجز ہو کر مشرک بن گئے۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ یہ اسماء مستقل نہیں ہیں، ذاتِ حق کے شیون ہیں، تجلّیات ہیں۔ اگر کئی دیوتا ہوتے اور وہ صاحب، مستقل قدرت و ارادہ ہوتے تو دنیا تباہ ہو جاتی۔ دو ملّا میں مرغی مردار ہوتی۔۔۔لَوْ كَانَ فِيهِمَا آلِهَةٌ إِلَّا اللَّهُ لَفَسَدَتَا (الانبیاء:۲۲)، تو وہ تعجب کرتے ہیں اور کہتے ہیں،أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ،(ص:۵)]۔

پناہ بخدا! توحید بڑھ کر زندقہ ہو گئی۔ توصیف بگڑ کر شرک بن گئی۔ مگر اسلام کا بگڑا موحد،هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ،(الحشر:۲۴) کا بھی قائل رہتا ہے اور اسلام کا مشبہ، لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ،(الشوریٰ:۱۱) اور لَّا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ،(الانعام:۱۰۳) کو بھی مانتا ہے۔ یہ اجمالی علم، نور ہے۔ یا محمدؐ! جان آپؐ پر قربان، دل آپؐ پر سے صدقے، آپؐ نے کیسی عظیم الشان تعلیم ہم کو دی۔

4.1 اقسام صفات:

واضح ہو کہ صفات الٰہیہ ۳ قسم پر ہیں۔ صفات حقیقیہ محضہ، حقیقیہ ذات اضافت، اضافیہ محضہ۔

صفات حقیقیہ محضہ: جو ذات کی اصلی صفتیں ہیں۔ ان کو کسی اور کی طرف نسبت کرنے کی ضرورت نہیں۔ جیسے، حیوٰۃ۔

حقیقیہ ذات اضافت: جو ہیں تو حقیقی صفات مگر ان کو اضافت و نسبت الی الخلق ہو جاتی ہے۔ جیسے علم، کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی صفت ہے، مگر معلوم سے بھی اس کو ربط و تعلق ہے۔

عموماً افعال متعدیہ کو فاعل سے قیام کے لحاظ سے تعلق رہتا ہے، مگر ان کو مفعول سے بھی وقوع کے لحاظ سے ایک قسم کا تعلق رہتا ہے۔

صفات اضافیہ محضہ: نفس موصوف میں ان صفات کا کوئی مبداء، کوئی وصف قائم نہیں ہوتا۔ بلکہ موصوف کو کسی اور سے نسبت دی جاتی ہے تو ایک صفت پیدا ہوتی ہے، یا منتزع ہوتی ہے۔ حقیقتاً یہ صفات وجودی نہیں ہوتے بلکہ عدمی و اعتباری ہوتے ہیں۔ مثلاً، "زید" سامنے تھا تو تم سے متاخر کی صفت منتزع ہوتی تھی۔ جب وہ تمھارے پیچھے آ گیا تو تم میں سے متقدم کی صفت منتزع ہونے لگی۔۔ اسی طرح خدا تعالیٰ کے بھی بعض صفات اضافی ہوتے ہیں۔ جیسے، خالقیتِ زید، کہ وہ زید کی طرف اضافت سے پیدا ہوتی ہے۔

ہمیشہ متضائفین، یعنی نسبتی نام ایک دوسرے کی طرف احتیاج رکھتے ہیں۔ جیسے بھائی، کا لفظ اس وقت تک صادق نہیں آتا جب تک اس کا بھائی نہ ہو۔ اسی طرح باپ بیٹا، ماں بیٹی، جورو خاوند، استاد شاگرد، بادشاہ رعایا اور عبد و رب ہیں۔

اس تمہید کے بعد، واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کی صفات حقیقیہ اور حقیقیہ ٔذاتِ اضافت، ازلی و ابدی ہیں۔ ان کے وجود میں کسی اور کی طرف اضافت و نسبت کی حاجت نہیں۔ ایسے اوصاف ہی صفات کمالیہ ہیں۔

صفات اضافیہ محضہ، جو تضائف و نسبت سے پیدا ہوتے ہیں ان کے ظہور میں مخلوق کا اعتبار بھی ضرور ہوتا ہے۔ پس ان صفات کے ظہور میں مخلوقات کی ضرورت ہوتی ہے۔

جس طرح بیٹا ناز میں آکر کہتا ہے کہ بابا! تم میری وجہ سے باپ بنے ہو۔ میں نہ تھا تو تم کس کے باپ تھے اور کیسے باپ تھے۔۔؟

گدا کہتا ہے، اے کریم! اے سخی! تیری سخاوت کی نمائش میری وجہ سے ہے۔ میں نہ مانگتا تو تُو نہ دیتا۔ تُو نہ دیتا تو تجھے سخی کون کہتا۔ مانا میں تیرا سراپا محتاج ہوں مگر تو بھی اظہار سخا میں میرا محتاج ہے۔

بربادیٔ عاشق سے کب رہتی ہے معشوقی
سب دم سے ہمارے ہے معشوقی و شیدائی حسرتؔ

آئینہ تا بانم از برِ بر و بایم دل
زنہار کہ پیش من باناز چنیں آئی حسرتؔ

افعال الٰہی غیر معلل بے غرض ہیں: واضح ہو کہ خدا تعالیٰ کے افعال بے غرض ہوتے ہیں۔ یعنی اپنی ذات کی تکمیل کے لیے یا اپنی صفاتِ کمالیہ کے حصول کے لیے نہیں ہوتے، بلکہ دوسروں کو ان کے کمال تک پہنچنے کے لیے ہوتے ہیں۔ ہر چند کہ اس کے صفات کمالیہ پہلے سے ثابت ہیں، تاہم صفات اضافیہ کا ظہور مخلوقات سے متعلق ہونے پر موقوف ہے۔ اس سے واضح ہو گیا کہ ذاتی غرض و غایت اور بات ہے، حکمت و مصلحت اور شئے ہے۔

دوسری تقسیم صفات:

(۱) ایجابی: جس میں کسی کمال کے پائے جانے پر دلالت ہو۔ جیسے، حي، عالم، قدير وغیرہ۔

(۲) سلبی: جس میں کسی نقص سے پاک ہونے پر دلالت ہو۔ جیسے، غني، صمد، قدوس وغیرہ۔

تیسری تقسیم صفات:

امہات الصفات تین ہیں، حیات، علم اور قدرت۔ علم کے دو مددگار ہیں، سمع و بصر۔ قدرت کے دو مددگار ہیں، ارادہ و کلام۔۔۔ لہٰذا اچھا ہو تو یہ کہہ دو کہ امہات الصفات سات ہیں، حیات، علم، سمع، بصر، قدرت، ارادہ، کلام۔۔۔ بعض شیوخ، ارادے کو اصل اور قدرت و کلام کو اس کے مددگار سمجھتے ہیں۔

اسماء و صفات الٰہیہ کے مسائل نہایت اہم ہیں۔ ان کے سمجھنے پر مذہب کا دارومدار ہے۔ ان کے غلط طریقے پر سمجھنے سے تمام مختلف مذاہب پیدا ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اسماء الٰہیہ کی توضیح و تشریح میں اگر طول یا تکرار ہو جائے تو نامناسب نہ ہو گی۔

صفات بسیط: جو ایک معنیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے، حیات۔

صفاتِ مرکب: جو کئی معنیٰ پر دلالت کرتے ہیں۔ جیسے خالق، رب، رزاق۔

امہات الصفات ہی صفاتِ بسیط ہیں۔ صفاتِ مرکب ، امہات الصفات کے مختلف اجتماعات اور ان کے گوناگوں طور پر گرہ کھانے کا نام ہے۔ مثلاً، خلّاق پر غور کرو۔ کیا خلّاق مرکب ہے یا بسیط۔ کیا خلّاق کے لیے کُن کا کہنا ضروری نہیں؟ کیا ارادہ، قدرت، علم، سمع، بصر اور حیات ضروری نہیں؟ بے شک ہیں۔ لہٰذا "خلّاق" اسم مرکب ہے۔ اسی طرح رب اور ممیت۔

اس مقام میں اس دقیقہ کو بھی یاد رکھو کہ بعض دفعہ کوئی وجودی شئے ہوتی ہے۔ اور اس کو ایک دوسرے کے محل کے لحاظ سے ایک عدمی صفت عارض سمجھتے ہیں۔ مثلاً، زید حجرے سے صحن میں چلا جائے، تو صحن میں ہونا ایک وجودی صفت ہے۔ لیکن حجرے کے اعتبار سے زید غائب سمجھا جائے گا۔ اور غائب ہونا ایک عدمی صفت ہے۔ لیکن یہ عدمی صفت ایک وجودی صفت کی اضافت سے منتزع ہوتی ہے۔ اسم ممیت کا اعتبار بھی باعتبار عالم سابق یعنی شہادت ہے۔ اور محي کا اعتبار بلحاظ عالم مابعد، یعنی مرنے کے بعد ہے۔ جب کہ وہ شخص برزخ میں منتقل کر دیا جائے۔ جیسے زید مر گیا، بلحاظ عالم شہادت، اسم ممیت متعلق ہوا۔ اور بلحاظ آخرت، اسم محي۔

چوتھی تقسیم صفات:

اسم ذات: جو ذات کی طرف اشارہ کرے۔ جیسے، قدوس، غني اور صمد۔

اسم صفت: جس میں ظہورِ وصف ہو۔ جیسے، حيي، عليم، سميع، بصير، قوي، اور کریم۔

اسم فعل: جس اسم میں وقوعِ فعل پر دلالت ہو اور جس کا اثر دوسرے تک پہنچے۔ جیسے، خلّاق، رزاق، محي اور ممیت۔

پانچویں تقسیم صفات:

اسماء لاہوتی: ان اسماء کے دو جفت ہیں جن سے کوئی شئے خارج نہیں۔

جفت اول: الاول، الآخر اور جفت دوم: الظاهر، الباطن

چھٹی تقسیم صفات:

جلالی: جو قہر سے متعلق ہو۔ جیسے، قهار، مذل، خافض اور منتقم۔

جمالی: جو لطف سے متعلق ہو۔ جیسے، رحمان، رحیم، رؤف اور لطیف۔

ساتویں تقسیم صفات:

بعض اصحاب کی رائے میں ۲۸ ارباب یعنی حقائق الٰہی ہیں۔ اور ان کے ۲۸ مربوب یعنی حقائق کونی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ایک ایک اسم کا ایک ایک مظہر ہے، جس کو رب و مربوب کہتے ہیں۔ ان سے ایک ایک حرف بھی متعلق ہے۔ بعض نے ۲۸ منازلِ قمر کو بھی لگا دیا ہے۔ مگر ان امور کو تصوف سے کوئی تعلق نہیں۔ غرض ان کے خیال کی تفصیل حسب ذیل ہے:

البدیع	**الباعث**	**الباطن**	**الآخر**	**الظاہر**	**الحکیم**
عقل کُل	نفس کُل	طبیعت کُل	جوہر ہبا	شکل کُل	جسم کُل
ہمزہ	ہا	عین	حا	غین	خا

المحیط	**الشکور**	**الغنی**	**المقتدر**	**الرّب**	**العلیم**	**القاہر**
عرش	کرسی	فلک البروج	فلک منازل	فلک زحل	فلک مشتری	فلک مریخ
قاف	کاف	جیم	شین	یا	صاد	لام

النّور	**المصور**	**المحصی**	**المبین**	**القابض**	**الحی**	**المحی**
فلک الشمس	فلک زہرہ	فلک عطارد	فلک قمر	کرۂ نار	ہوا	آب
نون	را	طا	دال	ثا	زا	سین

الممیت	**العزیز**	**الرزاق**	**المذل**	**القوی**	**اللطیف**	**الجامع**
خاک	جماد	نبات	حیوان	ملک	جن	انسان
ضاد	ظا	تا	زال	فا	با	میم

الرّفیع

انسان کامل

واو

4.2 شیون و اعیان ثابتہ:

یہ ہم نے پہلے بیان کر دیا ہے کہ مرتبۂ وحدت میں ہر قسم کی کثرت کی قابلیت ہوتی ہے۔ ان قابلیتوں کو شیون کہتے ہیں۔ شیون دو قسم کے ہوتے ہیں: (۱) شیون الٰہیہ (۲) شیون خلفیہ۔

اللہ تعالیٰ اپنے آپ کو جانتا ہے۔ یہ مرتبۂ وحدت میں شیون الٰہیہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ مخلوقات کو جانتا ہے۔ یہ مرتبۂ وحدت میں شیون خلفیہ ہے۔ مرتبۂ واحدیت میں شیون الٰہیہ، حقائق الٰہیہ کہلاتے ہیں۔ اور شیون خلفیہ، حقائق ممکنات یا طبائع جائزات سے موسوم ہوتے ہیں۔ تمام حقائق الٰہیہ کا جامع اسم، اللہ ہے یا یوں کہو کہ مرتبۂ الوہیت ہے کہ اس کا عبد یا مربوب، حقیقت جامعۂ ممکنات یا عین ثابتۂ اعظم یا عین محمدی ہے۔

مرتبۂ الوہیت کی تفصیل تمام اسماء الٰہیہ میں اور عین محمدی کی تفصیل تمام عین ثابتہ اسماء وصفات میں سے تمام اسماء کا مبدء حیات ہے۔ اور اسم حی تمام اسماء کا پیش رو ہے۔ اسم حی کی تفصیل، علیم، سمیع، بصیر، قدیر، مرید اور کلیم ہیں۔

اسم علیم، تمام اسماء پر حاکم اور تمام عوالم کا اسی پر دار و مدار ہے۔ اسم علیم کی تفصیل جا بجا کی جائے گی۔ بصیر کے ذریعے سے تمام اعیان یعنی معلومات الٰہیہ باہم ممتاز ہوتے ہیں۔ یا یوں کہو کہ ان سے علم خاص متعلق ہوتا ہے۔ سمیع کے ذریعے سے عین ثابتہ کے اقتضاء کا علم ہوتا ہے۔ قدیر کے ذریعے سے قدرت بطور کُلی عین کے اعطاء وجود کی طرف متوجہ ہوتی ہے۔ مرید کے ذریعے سے قدرت بطور خاص عین کے اعطاء وجود خلق اور اس کے اقتضاءات کے نمودار کرنے کی طرف توجہ کرتی ہے۔ کلیم: عین ثابتہ کو کُن سے خطاب فرماتا ہے۔ اور وہ خلقت وجود سے ممتاز ہو جاتا ہے۔

کُن سے جو شئے حاصل ہوتی ہے وہ امر حق و کلمۃ اللہ ہے۔ سب سے پہلے کلمۃ اللہ روح بنتا ہے۔ اسی لیے عالم ارواح کو عالم امر بھی کہتے ہیں۔